

مثنوی

مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ ادب کی اصطلاح میں مسلسل اشعار کے اس مجموعے کو ”مثنوی“ کہتے ہیں جس میں شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہر شعر کا قافیہ الگ ہوتا ہے۔ مثنوی کے لیے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اردو میں طویل مثنویاں بھی لکھی گئی ہیں اور مختصر بھی۔ میر حسن کی ”سحر البیان“ اور دیا شنکر نسیم کی ”گلزار نسیم“ طویل مثنویاں ہیں۔ نواب مرزا شوق کی ”زہر عشق“ نہ بہت طویل ہے نہ مختصر۔ حالی کی ”مناجاتِ بیوہ“ اور اقبال کا ”ساقی نامہ“ مختصر مثنویاں ہیں۔

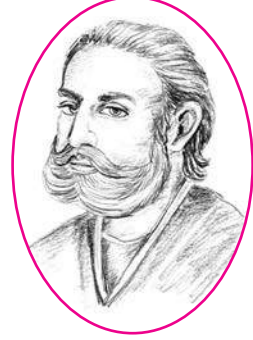
طویل مثنویوں میں عام طور پر درج ذیل آٹھ اجزا ہوتے ہیں :

- 1- حمد و مناجات
- 2- نعت
- 3- منقبت
- 4- حاکم وقت کی مدح
- 5- اپنی شاعری کی تعریف
- 6- مثنوی لکھنے کا سبب
- 7- قصہ یا واقعہ
- 8- خاتمہ

ضروری نہیں کہ ہر مثنوی میں یہ تمام اجزا موجود ہوں۔ موضوعات کے لحاظ سے مثنوی کا دامن بہت وسیع ہے۔ اردو کی قدیم مثنویوں میں زیادہ تر عشقیہ قصے اور مذہبی و اخلاقی مضامین نظم کیے گئے ہیں۔ مثنویوں میں تہذیب و معاشرت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔

میر تقی میر

(1722 – 1810)



میر تقی میر آگرہ (اکبر آباد) میں پیدا ہوئے۔ وہ دس سال ہی کے تھے کہ ان کے والد محمد علی عرف علی متقی کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ وہ آگرہ سے دہلی منتقل ہو گئے۔ اپنے سوتیلے ماموں اور اُردو کے مشہور شاعر و ادیب سراج الدین علی خان آرزو کے ساتھ قیام رہا اور اُن سے علمی و ادبی فیض اُٹھایا۔ دہلی ہی میں ان کی ملاقات سید سعادت علی امرہوی سے ہوئی جنہوں نے میر کو اُردو میں شعر گوئی کی طرف راغب کیا۔ 1782 میں نواب آصف الدولہ کی دعوت پر وہ لکھنؤ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ میر کا انتقال لکھنؤ میں ہوا۔

میر نے بڑی تعداد میں شعر کہے ہیں۔ اُردو میں ان کے چھ دیوان ہیں۔ انہوں نے غزل کے علاوہ بہت اچھی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ ان کی بڑائی کا اعتراف سب نے کیا ہے۔
میر نے مثنویوں میں خیالی قصوں کے بجائے حقیقی واقعات بیان کیے ہیں۔ کتاب میں شامل اس مثنوی میں میر نے اپنے گھر کی ابتری کا حال بیان کیا ہے۔

اپنے گھر کا حال



5286CH16

اس خرابی میں، میں ہوا پامال
تر تنک ہو تو سوکھتے ہیں ہم
آہ! کیا عمر بے مزہ کاٹی
بھگ کر بانس پھاٹ پھاٹ گئے
ان پہ چڑیوں کی جنگ ہے باہم
ایک مگری پہ کر رہی ہے زور
کونے ہی میں کھڑا رہا یک سو
چھتر اس چوچلے کا در ایسا

کیا کہوں میر اپنے گھر کا حال
چار دیواری سو جگہ سے خم
لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ماٹی
بان جھینگڑ تمام چاٹ گئے
تکے جاندار ہیں جو بیش و کم
ایک کھینچے ہے چونچ سے کر زور
بوریا پھیل کر بچھا نہ کبھو
ڈیوڑھی کی یہ خوبی گھر ایسا



پائے پٹی رہے ہیں جس کے پھاٹ
چین پڑتا نہیں ہے شب کو بھی
سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں

جنس اعلیٰ کوئی کھٹولا کھاٹ
کھٹملوں سے سیاہ ہے سو بھی
شب بچھونا جو میں بچھاتا ہوں

کھانے کو شام ہی سے دوڑا ہے
 اک انگوٹھے پہ ایک انگلی پر
 پر مجھے کھٹلوں نے مل مارا
 ناخنوں کی ہیں لال سب کوریں
 کبھی چادر کے کونے کونے پر
 ساری کھاٹوں کی چولیں نکلیں ندان
 پائے پٹی لگائے کونے کو
 آنکھ منہ ناک کان میں کھٹل
 سینکڑوں ایک چارپائی میں
 کب تک یوں ٹٹولتے رہیے
 اس میں سی سالہ وہ گری دیوار
 جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے
 کاش جنگل میں جا کے میں بستا
 ایک دو کتے ہوں تو میں ماروں
 چار عف عف سے مغز کھاتے ہیں
 خواب راحت یہاں سے سو سو کوس
 رات کے وقت گھر میں ہوتا ہوں

کیڑا ایک ایک پھر مکڑا ہے
 ایک چٹکی میں ایک چھنگلی پر
 گرچہ بہتوں کو میں مسل مارا
 ملتے راتوں کو گھس گھس پوریں
 ہاتھ تکیہ پہ گہہ بچھونے پر
 جھاڑتے جھاڑتے گیا سب بان
 نہ کھٹولا نہ کھاٹ سونے کو
 سوتے تنہا نہ بان میں کھٹل
 اک ہتیلی میں ایک گھائی میں
 ہاتھ کو چین ہو تو کچھ کہیے
 یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار
 ایسے ہوتے ہیں گھر میں تو بیٹھے
 دو طرف سے تھا کتوں کا رستہ
 ہو گھڑی دو گھڑی تو دھتکاروں
 چار جاتے ہیں چار آتے ہیں
 دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس
 قصہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں

نہ اثر بام کا، نہ کچھ در کا
 گھر ہے کاہے کا نام ہے گھر کا

(میر)

مشق

لفظ و معنی

پامال	:	روندا ہوا، پاؤں سے ملا ہوا
خم	:	ٹیڑھا
لوئی	:	وہ نمکین مٹی جو دیواروں سے جھڑتی ہے
بیش و کم	:	زیادہ کم
تر	:	نم، بھیگا ہوا
کبھو	:	کبھی، کسی وقت
روزِ سیاہ	:	مصیبت کا دن، مصیبت میں مبتلا ہونا
گہہ	:	کبھی
ندان	:	آخر کار
سی سالہ	:	تیس سال کا
دُھنکار	:	لعنت، ملامت
بام	:	چھت
چوچلا	:	نخرا، ادائیں
در	:	دروازہ
جنس	:	چیز
تینک	:	تھوڑا
بان	:	وہ ڈوری یا رسی جس سے پلنگ بنی جاتی ہے
کھٹولا	:	چھوٹی کھاٹ یا چارپائی جس پر بچے سوتے ہیں

سو بھی : وہ بھی
 عَف عَف : کتوں کے غزانے کی آواز
 راحت : آرام، سکون
 قصہ کوتاہ : مختصر یہ کہ

سوالات

- 1- 'اس خرابی میں، میں ہوا پامال' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
- 2- میر نے اپنے گھر میں کھٹلوں کا ذکر کس طرح کیا ہے؟
- 3- شاعر نے گھر کو راستہ کیوں کہا ہے؟
- 4- عَف عَف سے مغز کھانے کا کیا مطلب ہے؟
- 5- میر نے یہ کیوں کہا ہے "گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا"؟

زبان وقواعد

• نیچے لکھے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

..... کیا کہوں میر اپنے گھر کا حال.....
 لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے مائی.....

..... سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں.....

..... یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار.....

..... جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے.....

..... قصہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں.....

..... گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا.....

غور کرنے کی بات

میر کی یہ ایک نہایت دل چسپ مثنوی ہے۔ میر نے اس مثنوی میں اپنے گھر کی بد حالی کو ایک خاص انداز سے بیان کیا ہے۔ اس نظم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تقریباً ہر شعر کے الفاظ ایک دوسرے سے کوئی نہ کوئی مناسبت رکھتے ہیں۔

عملی کام

☆ اس مثنوی کا خلاصہ لکھیے۔